ماہنامہ

المجیب

نظام نامہ و قواعد

دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ

تصنیف و تالیف اور نشر و اشاعت کے سلسلہ میں دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ کا نظام عمل

(۱) بالعموم صوبہ بہار اور بالخصوص پھلواری شریف کے فضلا، صوفیا، شعرا اور اہل قلم حضرات کی تصنیفات اور علمی نوادر کی جمع و اشاعت اور اولیاء پھلواری شریف کے سوانح حیات کی ترتیب و اشاعت [illegible] اور ارباب ہمت حضرات کی اس میں شرکت اور اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔

قواعد

لائف ممبر قسم اول:- وہ صاحب جو ایک سو روپیہ عنایت فرمائیں گے [illegible] کی جملہ مطبوعات بلا قیمت پیش کی جائیں گی اور [illegible] ان کے قیمتی مشوروں سے مستفید ہوگا۔

لائف ممبر قسم دوم:- وہ صاحب جو [illegible] روپیہ عنایت فرمائیں گے ان حضرات کو اعیان وطن [illegible] اور بقیہ مطبوعات نصف قیمت پر دی جائیں گی۔

لائف ممبر قسم سوم:- وہ صاحب [illegible] روپیہ عنایت فرمائیں گے۔ انکی خدمت میں اعیان وطن نصف قیمت پر اور پانچ سال تک جو کتابیں شائع ہوں گی وہ بھی نصف [illegible]

مقام اشاعت:- دفتر دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف (پٹنہ)

ضروری اعلان

خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں جو رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجی جائے اسکی آرڈر کوپن پر اس کی صراحت ہونی چاہیے کہ یہ رقم کس مد کی ہے۔ جن رقوم میں مد کی صراحت نہیں ہوتی ہے اس کو معلوم کرنے کے لئے خط لکھنے پڑتے ہیں اور [illegible] ایسی صورت میں کام کرنے والوں کی دقتیں بڑھ جاتی ہیں اور تعمیل حکم میں تاخیر الگ ہوتی ہے۔ بار بار اعلان کے باوجود لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ لازم ہے کہ منی آرڈر کوپن پر صاف طور پر لکھیں اور رقوم [illegible] مشکلات سے بچا جائے۔

محمد عبد الدیان قادری مجیبی ـ مہتمم دار العلوم مجیبیہ پھلواری شریف (پٹنہ)

فون نمبر ۲۳۳۸۹

رجسٹرڈ نمبر ۱۰۷۲

ھو الفرد المجیب فی الحقیقة

پاکستان
و
غیر ممالک سے
۱۰ روپے

ماہنامہ اردو المجیب
پھلواری شریف

قیمت سالانہ
۸ روپے
فی پرچہ
۷۵ پیسے

جلد ۱۸ | ماہ شوال سنہ ۱۳۹۶ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۷۶ء | شمارہ ۲

مدیر مسئول:-
سید احمد حسین سہسرامی

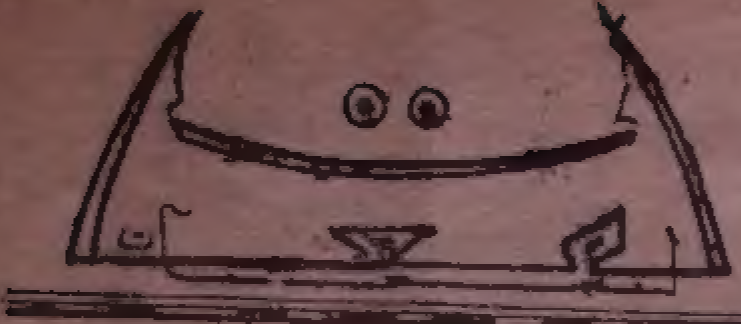
مدیران:-
سید یوسف رضوی
ظفر حسنین
اسماعیل حسنین نقوی

پرنٹر پبلشر:-
سید لطف احمد قادری

مطبع:-
یسبل لیتھو پریس رمنہ روڈ پٹنہ ۲

مقام اشاعت:-
دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ
پھلواری شریف پٹنہ

فہرست مضامین



گذشتہ ڈیڑھ سال سے صوبہ بہار مسلسل آفاتِ ناگہانی سے دوچار ہو رہا ہے۔ اس سال سیلاب نے ایک بار پھر اپنی تباہ کاریوں سے دل دہلا دیئے۔ اس مرتبہ سیلاب کا زور اتنا سخت اور بھیانک تھا کہ اس نے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے۔ گذشتہ سال صرف پٹنہ زد میں آیا تھا جس کی دہشت ناکیاں اب تک لوگوں کے دل و دماغ پر ثبت ہیں۔ لیکن اس مرتبہ صوبہ بہار کی نصف سرزمین تہ آب ہو گئی۔ پٹنہ، بھوجپور، گیا، اورنگ آباد، جہان آباد، مونگیر، بھاگل پور، ویشالی اور چھپرہ کو ملا کر سولہ اضلاع سیلاب کے قہر کے شکار ہو گئے۔ کھڑی فصلیں زیر آب ہو گئیں مویشی، چوپائے، سبھوں کی جان پر آ بنی۔ بہت بڑی انسانی آبادی موت کے گھاٹ پار اتری۔ عورتوں اور بچوں کی لاشیں پانی پر یوں تیرتی نظر آئیں جیسے سطح آب پر موت کا رقص ہو رہا ہو ـــــ جس کی وجہ یہ تھی کہ بیک وقت گنگا، پن پن، سون، گھاگھرا اور گنڈک ندیوں کے علاوہ اور دوسری چھوٹی بڑی ندیاں ابال پر آگئیں، سبھوں نے ایک ساتھ خطرہ کے نشان کو پار کرکے ایسی صورت حال پیدا کر دی جس پر قابو پانا انسانی قوت سے باہر ہو گیا اور تمام ترقیاتی کام "ٹھپ" ہو گئے۔

بہار کے سیلاب کی تباہیوں، ہلاکت انگیزیوں بربادیوں اور اس کی صحیح صورتحال سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے وزیر اعظم ہند، مرکزی وزیر خوراک مرکزی وزیر داخلہ وزیر مملکت اطلاعات و نشریات و دیگر وزراء نے سیلاب زدہ علاقوں کا فضائی معائنہ و مشاہدہ کیا اور مصیبت زدگان کی حالت زار سے متاثر ہو کر مرکزی جانب سے ہر ممکن امداد بہم پہونچائی اور یہ خیال ظاہر کیا کہ سیلاب سے صوبہ بہار کو ناقابل برداشت نقصان پہنچا ہے۔

اس قہر خدا سے نمٹنا آسان نہ تھا پھر بھی ہماری صوبائی حکومت اور افواج کے نوجوان نے گذشتہ تلخ تجربات کی بنا پر تیز رفتاری سے امدادی و راحتی کام بڑے پیمانے پر کئے، ساتھ ساتھ نوجوان طلباء اور مختلف سماجی اور فلاحی اداروں کی جانب سے بھی "ریلیف آپریشن" یعنی راحتی سرگرمیاں اپنے پورے شباب پر روز و شب مصیبت زدگان کی ہر ممکن امداد میں ہمہ تن مشغول رہیں۔ عوام پر جو مصیبت آن پڑی ہے اسے بانٹنے کی کوشش ہر سمت اور ہر طبقہ کی طرف سے کی جا رہی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت اور فلاحی اداروں کا یہ کارنامہ قابل قدر ہے کہ انہوں نے بے شمار زندگیوں کو موت کے منہ

سے واپس کھینچ لایا۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس دفعہ کسی غیر ملکی امداد کی طرف ہم لوگوں نے نظر نہیں کی بلکہ جو کچھ کیا، صرف اپنے بل بوتے پر کیا، یہ ہماری ریاست بہار کی اور ہمارے ملک ہندوستان کی سب سے بڑی فتح اور کامیابی ہے۔

وزیر اعظم ہند مسز اندرا گاندھی نے بجا طور پر صوبائی حکومت، فوج اور عوام کی جانب سے امداد اور ریلیف سے متعلق کارروائیوں کو کافی سراہا ہے۔ انہوں نے یقین دلایا ہے کہ سیلاب کے مسئلہ کا مستقل حل تلاش کرنے کے لیے اقدامات کئے جائیں گے"۔ ہم وزیر اعظم کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں کیونکہ جب تک مستقل حل تلاش نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہر سال بہار کے لاکھوں عوام حیات و موت کی کشمکش میں مبتلا ہی رہیں گے اور کروڑوں اور اربوں روپے کی مالیت کی فصلیں، اثاثے اور جائدادیں تباہ و برباد ہوتی ہی رہیں گی۔ اس لئے بے حد ضروری ہے کہ ریاست بہار کو سیلاب سے محفوظ رکھنے کے لئے مستقل حل تلاش کیا جائے اور ایک جامع پروگرام کے تحت حکومت کے ارکان پوری ایمانداری اور مستعدی کے ساتھ اس پروگرام کو کارگر بنائیں۔

●●

گذشتہ دنوں میں دو بڑے فضائی حادثے رونما ہوئے۔ پہلا حادثہ بمبئی سے مدراس جانے والے "کرویل" طیارے کا ہے جن کے شعلے، ۹۵ انسانی جانوں کو آسمان میں نگل گئے۔ بمبئی کے بین الاقوامی ایرپورٹ، سانتا کروز پر حادثے کا شکار ہونے والا "کرویل" طیارے کے ملبہ، طیارے کے گرتے ہی "رن وے" پر ۸ فٹ لمبا اور ۲ فٹ چوڑا گہرا گڈھا بن گیا۔ ملبہ کے ساتھ جلے ہوئے انسان، ان کے قیمتی اسباب اور طیارے کے ٹکڑے آپس میں "گڈمڈ" ہو گئے تھے۔

ہندوستانی فضائیہ کی تاریخ میں یہ سب سے بڑا فضائی المیہ تھا۔ واللہ اعلم، کیا سبب پیش آیا کہ پرواز شروع ہوتے ہی اس کے انجن میں آگ لگ گئی اور قبل اس کے کہ جہاز اُتارا جا سکے، آگ پورے طیارہ پر محیط ہو گئی۔ بیشتر نعشیں جل کر ناقابل شناخت ہو گئی تھیں۔ ہلاک ہونے والوں کے اعضاء اور جسم اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے بڑا ہی دردناک منظر پیش کر رہے تھے اس میں چھ یا سات مسلمان مسافر بھی تھے۔ ان میں کالی کٹ (کیرالا) کے ایک مسلم یتیم خانہ کے سکریٹری محمد اسلم صاحب بھی شامل تھے جو یتیم خانہ کے لئے چندہ فراہم کرکے بمبئی سے اپنے شہر لوٹ رہے تھے۔

دوسرا حادثہ کئی روز کے وقفہ کے بعد جنوبی امریکہ کے ملک بولیویا کے شہر میں رات کی تاریکی میں نہیں روز روشن میں پیش آیا۔ یہ مال بردار بوئنگ ۵۴ مسافروں سمیت یکایک فضا سے زمین پر آگرا۔

ہوائی سفر کو محفوظ بنانے کے انتظامات پہلے سے کہیں زیادہ کئے جا چکے ہیں، لیکن اب بھی اس کے حادثے کثرت سے پیش آ رہے ہیں۔ یہ گہری تشویش کی بات ہے۔

شاہ طیب فاروقی بنارسی رح

(م سنہ ۱۰۴۲ھ)

ایک نایاب مخطوطہ "مناقب العارفین" کی روشنی میں

جناب مولانا محمد ارشد اعظمی فاضل مدرسہ وصیۃ العلوم الٰہ آباد (یوپی)

خالق کائنات نے تخلیق آدم کے بعد ہی سے اشرف المخلوقات کو خالص اپنی عبدیت کی راہ پر لگانے اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کو اپنی معرفت کی نعمت عطا فرمانے کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو مبعوث فرمایا چنانچہ ہر زمان و مکان میں کوئی نہ کوئی قدسی نفس ضرور آیا جس نے اپنی مسیحائی سے باطل کے پرستاروں اور خواب غفلت کے متوالوں کو جھنجھوڑا اور بیدار کیا یہی عبدیت اور معرفت کا نسخہ کیمیا ہدایت و رحمت کا خزینہ لے کر آفتاب عالمتاب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے پھر اس شمع ہدایت کے پروانوں نے اپنے اخلاق و کردار کی ضیا بار کرنوں سے سارے عالم کو جگمگا دیا اور اس کے بعد تو رشد و ہدایت کے چاند تارے افق عالم پر نمودار ہوتے ہی چلے گئے اللہ تعالیٰ کی یہی لطف و رحمت کبھی صدیقؓ و فاروقؓ بن کر نمایاں ہوتی کبھی ذی النورینؓ و شیر خداؓ بن کر چمکی تو کبھی حسن بصریؒ و عمر ابن عبدالعزیزؒ بن کر افق عالم پر نمودار ہوئی اور کبھی امام ابو حنیفہؒ و امام مالکؒ کے نفس جمیل میں جلوہ فگن ہوئی تو کبھی ابراہیم بن ادہم و فضیل بن عیاض بن کر سایہ فگن ہوئی اور کبھی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ و خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی ہیئت نورانی میں رونما ہوئی تو کبھی قطب الدین بختیار کاکی و بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کے ہاتھوں چشمۂ فیض بن کر رواں ہوئی اور پھر نصیرالدین چراغ دہلیؒ و نظام الدین اولیاؒ کی درگاہ روحانیت میں تسکین کا پیام دے گئی اور کبھی شیخ تاج الدین جھوسوی اور شاہ طیب فاروقی بنارسی کی مسند ارشاد سے گھٹا بن کے برسی اور ایک عالم کو سیراب کر گئی اور یہ بھی نظام قدرت تھا کہ شاہ طیب فاروقی بنارسی کی خانقاہ "شریعت آباد بنارس" سے روحانیت کے تاجدار قطب الاقطاب دیوان عبدالرشید جونپوریؒ مولانا شیخ ناصرالدین اور مخدوم شاہ محمد یٰسین بنارسی جیسے مایۂ فخر روزگار نکھر کر سنور کر ابھرے ہیں یہ وہ شاہ طیب ہیں جنہیں شریعت پر کمال استقامت کی دولت نصیب تھی اور جو "در اجزاء امور شرعیہ بے تاب بود" کے مصداق تھے سرزمین بنارس کو یہ سعادت اور فخر حاصل ہے کہ شاہ طیب فاروقی جیسی یگانۂ روزگار صاحب فضل و کمال ہستی اس پر گذری ہے سلف صالحین

کے حالات اولیاء اللہ کے تذکرے ملّت کا اثاثہ اور تاریخ کا سرمایہ ہیں، اسی میں ایمان و روحانیت کا درس ملے گا تسلیم و تربیت کا نمونہ ملے گا اتحاد و یکجہتی کا پیام ملے گا سرور و محبت کا کیف آور جام ملے گا یہ مردان حق آگاہ وہ ہیں جن کی بارگاہ عالی سے اہل دنیا کو انسانیت کا پیام ملا، توحید و معرفت کا پیغام ملا اور شاہ طیب بنارسی بے شک انہیں مردان حق آگاہ میں سے ہیں آج کی بزم نورانی میں آپ ہی کا تذکرۂ زریں موضوع سخن ہے، عام مورخین کے تاریخی ماخذ آپ کے تذکرے سے خالی ہیں مگر شاہ محمد یسین بنارسی اپنے ملفوظات، مناقب العارفین، فارسی قلمی میں آپ کو بایں القاب و آداب نذرانۂ عقیدت پیش فرماتے ہیں "شیخ الاسلام والمسلمین سیخی و مولائی و مقتدار العالمین حضرت شیخ طیب بن معین الدین البنارسی آں فرید یگانہ آں غوث زمانہ آں جامع معانی و دقائق آں منبع اسرار و حقائق آں نہنگ دریائے شریعت آں شیر بیشۂ طریقت آں شاہباز عالم ملکوت آں بلند پرواز بفضائے لاہوت الخ[1]

ولادت و نسب

طیب بنارسی کا سلسلۂ نسب امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق تک پہونچتا ہے شاہ صاحب کے جد اعلیٰ حضرت شیخ قطب فاروقی سرزمین عرب سے ہندوستان تشریف لائے اور موضع "بہری" ضلع غازی پور میں سکونت اختیار فرمائی اور اسی جگہ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ خلیل فاروقی کی ولادت ہوئی شیخ خلیل فاروقی جب جوان ہوئے تو ضلع اعظم گڈھ کے ایک گاؤں "مجھوارہ" چلے آئے اور یہیں رہ پڑے آپ کے دو پوتے حضرت شیخ فرید قطب فاروقی اور حضرت شیخ داؤد قطب فاروقی تحصیل علم کی غرض سے ہوئی اور سبھی نے مضافات غازی پور اور مقامات اعظم گڈھ و بنارس میں بود و باش اختیار کر لی۔ اسی طرح شیخ فرید و شیخ داؤد سے بنارس میں جو سلسلۂ اولاد چلا ان میں حضرت شاہ طیب فاروقی بنارسی حضرت شیخ داؤد ہی کی اولاد میں ان کے پرپوتے ہیں نسب بایں طور ہے شاہ طیب بنارسی بن شیخ معین الدین ابن حضرت حسن داؤد بن شیخ داؤد[2] تاریخ ولادت و سن کی نشان دہی نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آپکے والد ماجد حضرت شیخ معین الدین نے تیس ۳۰ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ اس وقت شاہ طیب کی عمر شریف دس سال کی تھی۔ والدہ ماجدہ بقید حیات تھیں۔ مگر پرورش آپ کی پھوپھی صاحبہ نے فرمائی۔ جب حضرت شاہ طیب بنارسی کے والد محترم شیخ معین الدین کی رحلت ہوئی، تو اس وقت شاہ صاحب قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

تعلیم و تربیت

اس سے فراغت کے بعد فارسی کی کچھ کتابیں پڑھیں اسی درمیان بنارس ہی کے استاذ الفضلا شیخ نظام الدین بنارسی کی درس گاہ میں حاضر ہو گئے اور صرف و نحو کی کتابوں کا درس لیا شیخ نظام الدین اپنے یہاں تحصیل علم کے دوران شاہ طیب بنارسی کے طور طریق انداز وضع کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اور غایت درجہ نظر عنایت و شفقت رکھتے تھے اور استاذ الفضلا اکثر شاہ طیب کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ اس لڑکے سے مشیخت کی بو آتی ہے ایک عالم اس کے انوار و برکات سے حصہ پائے گا اور اس کا خاندان اس کی ذات سے

---

[1] مناقب العارفین فارسی قلمی ص ۳ [2] مناقب العارفین ص ۲ - و ۸۸ - ۸۹